التقریظ والانتقاد

عورت اور اسلامی تعلیم

(جناب مولانا ابو سلمہ شفیع احمد البہاری)

(۲)

پھر شاید کاتب کی غلطی سے "د" چھوٹ گیا ہے قرآن پاک میں ولیس الذکر کالانثیٰ ہے

(۳) تعلیم و تربیت کے باب میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ اصولاً صحیح ہے مگر استنباط صحیح نہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

"اگر قرآن نے لڑکیوں کے قتل کی اس قدر مذمت کی اور عربوں کو اس برے کام کے ارتکاب سے روکا تو وہ ان کے بقائے روحانی کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا بلکہ اس کی نظر میں تو یہ بھی قتل کے مرادف ہے فرماتا ہے

قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھاً بغیر علم	یقیناً وہ لوگ سخت نقصان اٹھانے والے ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو اپنی حماقت سے جاہل اور بے علم رہ کر ہلاک کیا (ص ۹ و ۱۱۵)

آیت کا تعلق علم سے قطعاً نہیں ہے صحیح ترجمہ یوں ہوگا

بے شک خراب ہوئے جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سمجھے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ

قرآن نے جہاں ان یتامی کی تربیت کا ذکر کیا ہے جو دوسروں کی ولایت میں ہیں وہیں یہ تاکید بھی کی ہے کہ

وارزقوهم واکسوهم وقولوا لهم قولاً معروفا — تم انھیں ان کے مال سے (اچھا) کھانے کو دو (اچھا) پہننے کو دو اور انھیں نیک اور اچھی باتیں سکھاؤ

یہاں قولوا لھم قولاً معروفا کا ترجمہ غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے کہ تم ان سے اچھی باتیں کہو
پھر ابن ماجہ کی مشہور حدیث "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ کو پیش کیا گیا ہے "ومسلمۃ" کا لفظ محدثین کے نزدیک غیر محفوظ ہے

قال السخاوی فی المقاصد الحق بعض المصنفین باخر ھذا الحدیث "ومسلمۃ" ولیس لھا ذکر فی شئ من طرقہ وان کانت صحیحۃ المعنی (حاشیہ سندی علی ابن ماجہ ص ۹۹) — سخاوی نے مقاصد میں کہا ہے کہ اس حدیث کے آخر میں بعض مصنفوں نے "ومسلمۃ" کا لفظ بڑھا دیا ہے حالانکہ اس حدیث کے کسی طریق اسناد میں اس کا ذکر نہیں ہے اگرچہ معنی کے اعتبار سے یہ صحیح ہے

اگر لائق مصنف قرآن وحدیث کے عمومات سے استدلال کرتے تو بات زیادہ واضح ہو جاتی اور اس طرح کی آیتیں مل جاتیں مثلاً ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون و خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (الحدیث)

صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں

زردشتی مذہب کے پیرو خیر اور شر کے دو خداؤں یزدان اور اہرمن کو مانتے ہیں عیسائی (اور ان کے تتبع میں بعض مسلمان بھی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض صفات خداوندی مثلاً احیاء موتی، خلق وغیرہ سے متصف کرتے ہیں

مصنف نے قوسین کے ذریعہ خواہ مخواہ زردشتیوں اور عیسائیوں کے ساتھ بعض مسلمانوں کو بھی گھسیٹ لیا ہے ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے تتبع میں نہیں بلکہ قرآن حکیم کے اتباع میں بعض مسلمان ہی نہیں بلکہ جمہور مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی نسبت احیاء موتی، خلق طیر، ابراء

اکمہ ذابرص باذن اللہ کے قائل ہیں چنانچہ خود قرآن میں ہے

واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر

باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی

وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی

واذ تخرج الموتی باذنی

(پارہ ۷، رکوع ۴ آیت ۲)

(۵) مہر کے متعلق مؤلف کا ذہن صاف نہیں ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

مہر وہ رقم یا چیز ہے جو مرد اپنی منکوحہ کو بلا کسی معاوضہ کے بطور ہدیہ دیتا ہے (ص ۹۲)

مہر ایک حق ہے جو نکاح کے ساتھ ہی بیوی کو ادا کیا جاتا ہے (ص ۱۰۴)

وا توا النساء صدقتھن نحلہ — اور عورتوں کے مہر خوش دلی سے بلا کسی معاوضہ کے انھیں دے دو (ص ۹۳)

اسلام میں نکاح عقد معاوضہ مثل بیع کے ہے ایک جانب سے مہر دوسری جانب سے تمتع

واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم — اور اس کے علاوہ تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے کہ تم اپنے اموال کے بدلہ میں چاہو

یہاں احلال کو ابتغاء اموال کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ عقد کے وقت اگر نفی مہر کی شرط لگا دی تو امام مالکؒ کے نزدیک صحیح نہیں ہوگا۔

لانہ عقد معاوضۃ ملک متعۃ بملک مھر فیفسد بشرط نفی عوضہ کالبیع بشرط ان لا ثمن (عنایہ علی الہدایہ باب المہر)

آیت میں "نحلۃ" مصدر ہو یا حال جیسا کہ مصنف نے خود لکھا ہے بہر حال یہ ایک "قرض" ہے جو مرد کو ادا کرنا پڑے گا اور اگر وہ اسے ادا کرنے سے پہلے وفات پا جائے تو تقسیم جائداد سے پہلے دوسرے قرضوں کی طرح یہ بھی ادا کرنا پڑے گا (ص ۹۵)

(۶) "طلاق کی قسمیں" اور "حلالہ" کے زیر عنوان جو کچھ لکھا ہے وہ اس قدر پیچیدہ ہے کہ اس سے مسئلہ صاف نہیں ہوتا۔ لکھتے ہیں:۔

مگر بعض لوگوں نے اس سے (طلاق) عجیب و غریب استنباط کیا ہے انھوں نے طلاق کی تین قسمیں بیان کی ہیں احسن، حسن، بائن (ص ۱۴۸)

جو لوگ ایک ہی مجلس میں طلاقوں کو طلاق بائن قرار دیتے تھے انھوں نے اس کے نتائج سے بچنے کے لئے حلالہ کی راہ نکالی (ص ۱۵۰)

اس کے ساتھ ہی مصنف یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ

(۱) طلقہ ثالثہ کے بعد رجوع بغیر حلالہ جائز ہے

(۲) حلالہ جاہلیت کی رسم تھی جسے اسلام نے منسوخ کیا

اول تو گذارش یہ ہے کہ احسن حسن کے ساتھ بدعی کا جوڑ زیادہ صحیح ہے نیز طلاق کی تین قسمیں اور ہیں رجعی، بائن، مغلظ طلاق مغلظہ کے لئے حلالہ شرط ہے اور یہ خود قرآن کا حکم ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کے مطابق امر فرمایا ہے ائمہ متبوعین کا بھی یہی مسلک ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک شخص ایک نشست میں تین مرتبہ طلاق کہہ کے اسے مکمل کر دیتا ہے تو یہ ایک طلاق ہوگی یا تین؟ قرآن حکیم نے طلاق کا ذکر اس ترتیب سے کیا ہے کہ

"الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان اس سے دو طلاق اور اس کا حکم پھر ولا یحل سے اولئک ھم الظالمون تک خلع کا ذکر پھر فان طلقھا سے طلقہ ثالثہ کا حکم بیان فرمایا قاضی بیضاوی لکھتے ہیں کہ ویحتمل ان یفسر النکاح بالاصابۃ ویکون العقد مستفادا من لفظ الزوج امام بخاری رض نے ترجمۃ الباب ہی قائم کیا ہے اذا طلقھا ثلاثا ثم تزوجت بعد العدۃ زوجا غیرہ فلم یمسھا اور اس کے ماتحت حضرت رفاعہ والی مشہور حدیث لاتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا کہ فقال لا

حتی تذوقی عسیلۃ ویذوق عسیلتک اسی بنا پر جمہور امت کا مسلک ہے کہ واتفق الجمہور علی انہ لابد من الاصابۃ ۔ قرآن و حدیث دونوں سے ایک ہی چیز ثابت ہو رہی ہے فالایۃ مطلقۃ قیدتھا السنۃ ۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ والحکمۃ فی ھذا الحکم الردع عن التسرع الی الطلاق والعود الی المطلقۃ ثلاثا والرغبۃ فیھا (بیضاوی)

اسی طرح فاذا بلغن اجلھن کا صحیح ترجمہ یہ ہوگا کہ جب عدت ختم ہونے کو آئی ای فقرب انقضاء عدتھن للاجماع علی ان لا رجعۃ بعد الانقضاء (فتح القدیر ص ۱۶۰ ج ۳)

العلم والعلماء

یہ بہت بڑے امام حدیث علامہ ابن عبد البر کی شہرۂ آفاق کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا نہایت نفیس ترجمہ ہے کتاب کے مترجم مشہور ادیب اور بے مثال مترجم عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی ہیں یہ ترجمہ مولانا ابو الکلام آزاد کے ارشاد کی تعمیل میں کیا گیا تھا جو اب ندوۃ المصنفین سے شایع کیا گیا ہے

علم و فضیلت علم و علما پر اس درجے کی کوئی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی صفحات ۳۰۰، بڑی تقطیع، کاغذ، کتابت، طباعت بہت عمدہ قیمت چار روپے آٹھ آنے مجلد پانچ روپے آٹھ آنے ۔

منیجر ندوۃ المصنفین ۔ اردو بازار ۔ دہلی ۶